قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَشَاءُ وَاللہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

جلد ۴ | ۶ جنوری ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ | نمبر ۵۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح - اخبار احمدیہ } ۱-۲
غزل
جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بابت ۱۹۱۶ء ۲۷ دسمبر کی کارروائی } ۳ تا ۸

مدینۃ المسیحؑ

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔

آجکل سردی زوروں پر ہے۔ نرخ اجناس دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور خاص کر مٹی کا تیل بہت گراں ہو گیا ہے۔

احباب کرام نے مستورات کے ضمیمہ کی خریداری کی طرف جیسی کہ چاہئے تھی۔ توجہ نہیں فرمائی۔ اور ابھی تک ایکسو خریدار بھی نہیں ہوئے۔ آئندہ جو پرچہ شائع ہوگا۔ وہ صرف انہیں احباب کی خدمت میں بھیجا جائیگا جو درخواست خریداری بھیجینگے۔

تصحیح:۔ گذشتہ پرچہ میں ۳۰ تاریخ کی کارروائی کے ذیل میں جو تیسرا ریزولیوشن درج کیا ہے۔ اسمیں "احمدیان مالابار" کی بجائے "احمدیان سیلون" سمجھنا چاہئیے۔ رپورٹر کی غلط فہمی سے سیلون کی بجائے مالابار لکھا گیا تھا۔ (ایڈیٹر)

اخبار احمدیہ

مستحق درخواست کریں مکرمی جناب ماسٹر رحیم بخش صاحب ایم اے ڈی۔ بی سکول ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور چار ایسے اصحاب کے نام تین تین ماہ کے لئے اخبار الفضل جاری کرانا چاہتے ہیں جو اخبار پڑھنے کے شائق مگر غریب ہوں۔ اور اخبار سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہم ماسٹر صاحب موصوف کو اس کار خیر میں ہمت دکھلانے پر جزاک اللہ کہتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔ جو صاحب اپنے آپ کو مندرجہ بالا صفات سے متصف پاتے ہوں وہ اپنا مکمل اور پورا پتہ جناب ماسٹر صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیں ماسٹر صاحب کی طرف سے جن اصحاب کے نام پرچہ جاری کرنے کی درخواست ہمارے دفتر میں پہنچیگی۔ انکے نام اخبار الفضل جاری کر دیا جائے گا۔

کیا ہی اچھا ہو۔ اگر دیگر صاحب استطاعت اصحاب بھی جناب ماسٹر رحیم بخش صاحب کی تقلید کرتے ہوئے اپنے مفلس اور غریب بھائیوں کو اخبار الفضل کے مطالعہ سے بہرہ اندوز کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

گمشدہ اشیاء کی تلاش برادر محمد حسین صاحب احمدی متعلم بی۔ اے کلاس احمدیہ ہوسٹل لاہور سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا ایک بستر جو خاکستری رنگ کے کپڑے میں بندھا ہوا تھا۔ جسمیں کچھ پارچات۔ اور سلسلہ کی کتب تھیں۔ اصغر علی صاحب باشندہ لودھیانہ کو دی تھیں کہ وہ مولوی غلام حسین صاحب و منشی خدا بخش صاحب سول ناظر جھنگ۔ کو جو آگے جا رہے تھے۔ دیدیں۔ اسپر اصغر علی صاحب نے کہا تھا کہ اگر وہ نہ ملے۔ تو میاں عبد الکریم صاحب کے ان کی سرائے میں دیدوں گا۔ مولوی غلام حسن صاحب کا اب خط آیا ہے۔ اور عبد الکریم صاحب سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کو نہیں ملا۔ اصغر علی صاحب غالباً گاڑی کے جلد آجانے کے باعث ان صاحبان کو نہ دے سکے ہونگے اس لئے وہ براہ مہربانی اس کا پتہ دیں کہ وہ گٹھڑی کہاں ہے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

(۲) نیز منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس وسکرٹری انجمن احمدیہ مردان ضلع پشاور لکھتے ہیں کہ ایک صاحب جو غالباً ہماری جماعت کے تھے۔ اور میر قرا احمد کے ہم سفر تھے۔ ان سے انہوں نے ایک چھوٹی گٹھڑی جو سفید رومال میں تھی۔ جس میں ایک ٹین کا ڈبہ اور ڈبیہ میں چند دوائیں۔ اور گٹھڑی میں بعض کتب جو نئی خریدی تھیں۔ اسلئے لی تھیں کہ میر صاحب کو آرام رہے۔ وہ صاحب شاید پہلے ریل پر پہونچ گئے۔ اور وہ گٹھڑی نہ دے سکے۔ اب وہ صاحب براہ نوازش منشی محمد یوسف صاحب کے نام مردان بھیجدیں۔

(۳) برادرم محمد الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ایک ہی جلد میں میری مندرجہ ذیل کتب مجلد تھیں۔ حضرت زمانہ۔ شہادت آسمانی دوسرا حصہ۔ چولہ گورو نانک۔ محمد رسول اللہ۔ یہ کتابیں جلسہ پر گم ہو گئی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ملی ہوں تو مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرماکر مشکور فرماویں۔

کرم الٰہی سکنہ لدھا سنگھ والا ڈاکخانہ کنگن پور تحصیل چونیاں (لاہور)

درخواست دعا ہمارے مخلص بھائی مرزا امراؤ بیگ صاحب کوٹ دھندا ر آج کل ایک ابتلاء میں ہیں۔ احباب دردِ دل سے دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ ان کا حامی اور ناصر ہو۔ اور ان کی تکلیف کو دور کرے۔

نماز جنازہ گذشتہ پرچہ میں جناب پیر افتخار احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی فوتیدگی کی خبر درج کرکے نماز جنازہ پڑھے جانے کی نسبت لکھ چکے ہیں۔ اور سہواً یہ لکھنا بھول گئے کہ اُسی دن یعنے ۲۹ر دسمبر بروز جمعہ ہی پیر صاحب موصوف کی ہمشیرہ صاحبہ اہلیہ غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی نے بھی انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کا جنازہ بھی پڑھیں۔

تلاش عزیز برادرم غلام حسین صاحب احمدی پٹواری احمد نگر تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا مسمی سردار خان عمر ۱۴ یا ۱۵ سال عرصہ دو ماہ سے مدرسہ قلعہ دیدار سنگھ سے (جہاں وہ اوّل مڈل میں تعلیم پاتا تھا) مفرور ہو گیا ہے۔ گندمی رنگ۔ جسم پتلا۔ کانوں میں سوراخ (مرکیوں کا) جس جگہ کسی بھائی کے پاس وہ پہونچے۔ ناظرین اخبار خیال رکھیں۔ اور مجھے مطلع فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

بقیہ مضمون از صفحہ ۸

اس کو یاد رکھے تو فتنہ دجال سے بچایا جائے گا۔ اسی طرح خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے میری مدح کی اور کوئی کسر مدح میں نہ چھوڑی۔ اس نے سچ کہا۔ میرے خدا نے میرا نام احمد رکھا ہے جو اس احمد کا انکار کرتا ہے۔ وہ مجھکو گالیاں دیتا ہے۔

فرمایا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) محمد (صلعم) نہیں ہو سکتے۔ جب تک آپکے لئے احمد نہو۔ کیونکہ محمد فیض رساں ہیں۔ جب کوئی فیض حاصل کرنیوالا نہو تو پھر آپ محمد کیسے۔

فرمایا۔ درود میں ایک نکتہ ہے کہ اکہا محمد پر ایسے صلوٰۃ بھیج جیسے تو نے ابراہیم پر بھیجے۔ اب ابراہیم کے دو سلسلہ ہیں۔ ایک اسرائیلی دوسرا اسماعیلی۔ پہلے میں بے شمار نبی ہوئے۔ اور اسماعیلی میں سب سے بڑا ایک۔ اسی طرح نبی کریم نے اسرائیلی سلسلہ کے مقابلہ میں تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو رکھا۔ اور مسیح موعود کو نبی اللہ کہکر نہ کانبیا فرماکر ایک عظیم الشان نبی قرار دیا۔

فرمایا کہ اگر حضرت صاحب نبی نہیں تو وہ سب عذاب جو مختلف نبیوں کے وقت میں آتے تھے۔ کیوں آتے ہیں۔ عذاب بتلا رہے ہیں کہ حضرت صاحب نبی اور رسول ہیں۔

مولوی صاحب کی تقریر دعا پر ختم ہوئی۔ اور نماز عصر مولانا حافظ روشن علی صاحب کی اقتدار میں ادا کی گئی۔ اور حافظ صاحب موصوف نے جلسہ کے خاتمہ کی تقریر سورہ والناس پر بیان فرمائی۔ اور فرمایا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی فاسق خبر دے تو اسکی تحقیق کرو۔ اور ان لوگوں سے کرو۔ جن کو تم راستباز جانتے ہو۔ بغیر تحقیق فاسق کی بات کو ہرگز تسلیم نہ کرو۔

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جلسہ نہایت کامیابی اور بامرادی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اور احباب اپنے ایمانوں کو سرزمین قادیان میں نازل ہونیوالے انوار قدسی سے تازہ اور روشن کرکے اپنے گھروں میں شاداں اور فرحاں لوٹ آئے ہم امید کرتے ہیں کہ سالانہ جلسہ کی تقریب سعید نے احباب کے دلوں میں جو ولولے اور جوش پیدا کر دئے ہیں۔ وہ آنیوالے جلسہ تک ان سے خوب کام لینگے۔

غزل

از جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری

رنج پر رنج وہ ہر وقت دئے جاتے ہیں
اللہ! اللہ!! ہم اسپر بھی جئے جاتے ہیں

خود تو جو کام نہ کرنا تھا کئے جاتے ہیں
اور اُلٹے ہمیں الزام دئے جاتے ہیں

کونسی بات کہی میں نے خلاف مسلک
کس خطا پر مرے ہونٹ آج سئے جاتے ہیں

واسطہ کیا ہے غرض کیا ہے تعلق کیا ہے
کیوں وہ طعنے ہمیں رہ رہ کے دئے جاتے ہیں

سر جو میرا نہ جدا ہو تو خطا کیا اُن کی
وہ تو ہر وقت چھری تیز کئے جاتے ہیں

یہ تو فرمائیں وہاں جانے کا حاصل کیا ہے
کس لئے وہ مجھے لاہور لئے جاتے ہیں

حق پسندوں کو تو ہر حال میں آنا ہے ادہر
اُس طرف آپ تو خود مٹے جاتے ہیں

اُس طرف شعلہ فشانی شر انگیزی ہے
اس طرف جام مئے لطف پئے جاتے ہیں

مل کے اغیار سے یہ حال ہوا یاروں کا
کہ عقائد سے بھی انکار کئے جاتے ہیں

یہ بھی کہتے ہیں کہ احمد تو نہ تھے مہدی پاک
احمدیت کا بھی پھر نام لئے جاتے ہیں

چھوڑتے ہی درِ دلدار کہیں کے نہ رہے
کیا وہ اب بھی اسی عزت سے لئے جاتے ہیں

جس گلی کوچے سے اب اُن کا گذر ہوتا ہے
لوگ کہتے ہیں وہ خود مٹے جاتے ہیں

نہ تو اپنوں سے تال ہے نہ بیگانوں سے
جس کسی سے بھی ملے مال لئے جاتے ہیں

واسطہ آخر کار ان سے کہاں تک کب تک؟
ایسے جو ہوتے ہیں وہ چھوڑ دئے جاتے ہیں

وسعت حوصلۂ فضل عمر کے قرباں
آج تک کام تحمل سے لئے جاتے ہیں۔

پوچھنی چاہیئے یارانِ طریقت سے یہ بات ۔ کہ وہ کیا کیا عمل نیک کئے جاتے ہیں + نظر غور کریں معنی بیعت کی طرف ۔ عمر غفلت میں عبث صرف کئے جاتے ہیں ۔ سوچ لیں پہلے ہی پروانے مرغان حرم ۔ کیا دیے جاتے ہیں کیا ساتھ لئے جاتے ہیں ۔ در جاناں سے ٹلا ہوں نہ ٹلوں گا مختار ۔ کیوں پیامی مجھے پیغام دئے جاتے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲ جنوری ۱۹۱۷ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بابت سنہ ۱۹۱۶ء

۲۷ دسمبر کی بقیہ کارروائی

(گذشتہ سے پیوستہ)

۲۷ دسمبر کو دوسرا اجلاس بعد از نماز ظہر و عصر اڑھائی بجے شروع ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر شروع کرنے سے قبل فرمایا کہ مجھے ایک غیر احمدی نے ایک سوال لکھکر دیا ہے جسکا میں اسوقت ان کو مختصر جواب دونگا کیونکہ مجھ کو بھی تقریر کرنی ہے۔ اگر انکو مفصل جواب کی ضرورت ہو تو مولوی حافظ روشن علی صاحب یا میر محمد اسحٰق صاحب کو ہیں وہ انکو جواب دینگے۔ اور میں انکو کہدونگا۔

وہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں کل سے نبوت کے متعلق یہاں ذکر سن رہا ہوں۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب نبی کریم کے متعلق قرآن کریم میں آچکا کہ آپ خاتم النبیین ہیں تو پھر آپکے بعد کسی نبی کے آنے کے کیا معنے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں نبیوں کی مُہر۔ اور مُہر تصدیق کے لیے ہوتی ہے پس خاتم النبیین کے معنے یہ ہوئے کہ نبیوں کی تصدیق کرنیوالا اب خواہ پہلے نبی ہوں یا پچھلے۔ وہ نبی نہیں ہوسکتے جبتک کہ حضرت نبی کریم کی تصدیق انپر نہ ہو۔ ہم حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کو نہیں جانتے تھے۔ لیکن جب قرآن کریم میں حضرت نبی کریمؐ کی معرفت انکی تصدیق ہوگئی۔ اور بتایا گیا کہ وہ خدا کے نبی تھے۔ تو ہم نے مان لیا۔ ورنہ جن کتابوں میں انکا ذکر ہے ان کی رُو سے تو وہ نبی ثابت نہیں ہوتے۔ اسی طرح آپکے بعد جو نبی ہوسکتا ہے۔ وہ اسی طرح نبی ہوگا۔ کہ آپکی تصدیق اسکے متعلق ہو۔ ورنہ نہیں۔

اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر شروع فرمائی۔ جس کا عنوان تھا:۔

احمدیہ جماعت کے فرائض اور اسکی ذمہ واریاں

سیدنا حضرت اولوالعزم کی تقریر ایک بحر مواج تھا۔ کہ ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور معانی کا ایک سمندر تھا کہ جس کی لہریں ہر چہار طرف بہ رہی تھیں حاضرین پر ایک محویت کا عالم طاری تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے روئے انور سے انوار کی تاریں نکل رہی ہیں۔ اور ہر ایک تار حاظرین جلسہ کے قلوب میں گھستی چلی جارہی ہے۔ اور ایک برقی رو ہے جس سے اثر پذیر ہوئے بغیر کوئی شخص نہیں رہ سکتا۔ غرض حضور کی تقریر میں وہ جوش وہ روانی اور معانی کا ہجوم تھا کہ گویا حاضرین جلسہ مسحور ہوئے بیٹھے تھے یہ پُر معارف تقریر تمام وکمال انشاء اللہ جسقدر جلد ہوسکیگا۔ احباب کرام کی خدمت میں کتابی صورت میں پیش کرنیکی کوشش کیجائے گی۔ لیکن اِسوقت محض خلاصہ بلکہ خلاصہ کا خلاصہ پیش کرنیکی کوشش کی جائیگی۔ تاکہ وہ احباب جو خدا جانے کن مجبوریوں کی وجہ سے حاظری جلسہ سے محروم رہے۔ انہیں ان معارف کا کچھ حصہ تو ملجائے۔ جو حاظرین کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔

حضور نے فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے انعامات پہلی صفت رحمانیت کے ماتحت آتے ہیں۔ جب لوگ ان انعامات کو پورے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ انعامات شروع ہوجاتے ہیں۔ جو صفت رحیمیت کے متعلق ہیں۔

خدا کی سنت ہے۔ کہ وہ اپنی صفت رحمانیت کے ماتحت انبیاء کو بھیجتا ہے۔ جب لوگ ان کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس انعام کی پورے طور پر قدر کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان سے کچھ اقرار کراتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ ہم اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں بیچ چکے ہیں۔ پھر اس اقرار پر لوگوں کو آزماتا ہے۔ جو لوگ اس آزمائش میں پورے اترتے ہیں وہ کامیاب ہوجاتے ہیں

خدا تعالیٰ کی بیع بھی عجیب شان رکھتی ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ لیس کمثلہ شیء ہے یعنی خدا کی مانند کوئی نہیں جب خدا کی مانند کوئی نہیں۔ اسلیے اسکی کسی صفت میں بھی کوئی اسکی مانند نہیں ہوسکتا۔ پس اسی طرح خدا کی بیع کے بھی کوئی بیع مثل و مانند نہیں۔ کیونکہ دنیا میں بیع یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنی چیز دیتا ہے اور اسکے بدلہ میں کچھ لیتا ہے۔ لیکن خدا کی بیع یہ نہیں۔ بلکہ وہ خود اپنی چیز دیتا ہے اور اپنی ہی چیز کو خود خریدتا ہے اور اس کا نام بیع رکھتا ہے۔ پھر دنیا کا قاعدہ ہے کہ چیز کو خرید کر اپنے پاس لیجاتے ہیں۔ لیکن خدا چیز خرید کر اسی کے پاس رہنے دیتا ہے جس سے خریدی جاتی ہے۔ ہاں خدا کی بیع میں صرف یہ شرط ہوتی ہے کہ جس وقت میری آواز آئے۔ تو اس میں سے کچھ خرچ کردینا۔ لیکن یہی نہیں کہ وہ اپنی چیز میں سے کچھ اس طرح لیتا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ یہ جو میری چیز میں سے کچھ تم میری راہ میں خرچ کروگے۔ اس کے بدلہ میں بھی بہت کچھ انعام دونگا۔

خدا سے بیع کرنے کے طریق تین ہیں (۱) اپنے عقائد درست رکھنا (۲) جن باتوں سے خدا نے روکا ہے ان سے رُکنا اور جن کے کرنے کا حکم دیا ہے انکو کرنا۔ (۳) اوروں کو بھی اس بیع کے منافع بتاکر اسکے کرنے کے لیے آمادہ کرنا۔

اب ہماری جماعت کے لوگ سوچیں کہ انہوں نے اس بیع کا تین دفعہ اقرار کیا ہے۔ پہلے خود حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں۔ آپکے بعد حضرت خلیفۃ اول کے ہاتھ پر اور انکے بعد میرے ہاتھ پر اس بیع کا اقرار کیا ہے۔ اب بتاؤ کہ اگر باوجود اس تین دفعہ کے اقرار کے پھر ہماری جماعت کے لوگوں نے وہ سودا خدا کے سپرد نہیں کیا تو یہ انعام کے کس طرح مستحق ہوسکتے ہیں۔

یوں سمجھو کہ جو شخص اس بیع پر عمل نہیں کرتا یعنی اپنا مال و جان خدا کے سپرد نہیں کرتا اس کی بیع فسخ ہوگئی۔ لیکن جو خدا کے سپرد اپنے مال و جان کو کرتا ہے وہ انعامات کا مستحق ہوتا ہے۔ اور خدا کے انعامات کا کوئی شخص اندازہ نہیں کرسکتا

پس اب پختہ عہد کرلو۔ کہ ہم اس بیعت پر قائم رہیں۔ اور اپنے دلوں کو ٹٹول لو کہ آیا تم اس عہد میں خام تو نہیں اپنے اعمال کو اور اپنے عقاید کو درست کرلو ٭

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت اسی صورت میں ٹھیک ہوگی جبوقت حضرتؑ کی تعلیم پر عمل کیا جائیگا صرف زبان سے اقرار بیعت کسی کام کا نہیں۔ جبتک دل کی عقیدت سے اس عہد پر قائم نہ ہو جو بیعت کے وقت کرتے ہو۔ پھر دوسروں تک اس فیض کو پہنچاؤ۔ جو خدا نے مسیح موعودؑ کی معرفت تمکو دیا ہے۔ ہماری یہی فضیلت نہیں ہے کہ ہم خدا کے احکام کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں خداوند کریم فرماتا ہے۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔ پس اگر ہمارا اس پر عمل نہ ہو تو دوسروں پر ہمیں کوئی فضیلت نہیں۔ قرآن سے دو گروہ معلوم ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خاص طور پر تبلیغ کریں جیسے ولتکن منکم امة سے ظاہر ہے کہ ایک گروہ خاص طور پر تبلیغ کے لیئے وقف ہو۔ دوسرا وہ گروہ جو کنتم خیر امة سے ظاہر ہے یعنی ہر ایک اپنے رنگ میں تبلیغ کرے۔ جو لوگ خاص طور پر اسی کام کے لیئے ہیں۔ انکو کھانے پینے کی احتیاج بھی لگی ہوتی ہے جس کا پورا کرنا دوسروں کا فرض ہے۔ پھر اب وہ زمانہ نہیں کہ جہاد تلوار سے کیا جائے۔ بلکہ ضرورت ہے۔ کہ زبان و قلم سے اعتراضات کو دفعہ کیا جائے۔ اور دین حق کی اشاعت ہو۔ اور اسکے لیئے بھی مال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دنیا میں بہت کچھ کرنا ہے۔ یہی نہیں۔ کہ ہمیں ان لوگوں سے سابقہ ہے جنہوں نے اسلام کے خوبصورت چہرہ کو دیکھا ہی نہیں۔ انہیں دکھانا ہے۔ بلکہ ان لوگوں میں بھی ہمیں تبلیغ کرنا ہے۔ جنہوں نے اسلام کو دیکھا مگر بھلا دیا۔ اور اب اسلام سے بہت دور چلے گئے ہیں ٭

احمدیوں اور غیر احمدیوں میں یہی فرق نہیں کہ احمدی مسیحؑ کو مردہ اور غیر احمدی مسیحؑ کو زندہ مانتے ہیں اور انہیں وفات مسیحؑ کا قائل کرنا ہے۔ بلکہ وہ عملاً اسلام سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ جیلخانے مسلمانوں سے پُر ہیں۔ شراب خانے ان سے آباد۔ مقدمات میں جھوٹے حلف اُٹھانیوالے مسلمان ہیں۔ وہ بدکاریوں میں سب سے آگے یہی مسلمان ہیں۔ غرض عملی طور پر مسلمان اسلام سے بہت دُور ہیں۔ اور ہر ایک ملک میں اسلام کی یہی حالت ہے۔

عملی حالت کے علاوہ عقائد میں بھی مسلمانوں کی حالت نہایت ابتر ہے۔ سب سے پہلے خدا کے ایک ہونیکا مسئلہ ہے۔ لیکن مسلمانوں میں ایک گروہ ہے جو ذرّہ ذرّہ کو خدا کہتا ہے۔ اور ہر ناقص چیز کو خدائی کا نام دیتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ نظارہ ہر ایک ملک میں نظر آتا ہے۔

قرآن کریم اگرچہ انسانوں کی ہدایت کے لیئے آیا تھا مگر آج انسانوں کے کلام کو اسپر تحکم کیا جاتا ہے اور پھر اس قسم کی لغو بحثوں میں پڑ گئے ہیں کہ تعجب ہی آتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ دوسرا کہتا خدا جھوٹ نہیں بول سکتا جو کہتا ہے خدا جھوٹ بول سکتا ہے وہ انکار کرنے والے کو کہتا ہے۔ کہ اس نے خدا کے قادر ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اسلیئے کافر ہے۔ حالانکہ یہ بحث ہی لغو ہے کیونکہ جھوٹ بولنا قدرت نہیں۔ بلکہ ایک نقص ہے۔ اور خدا کی ذات نقصوں سے منزہ ہے۔

پھر مسلمانوں کا فلسفی گروہ ہے وہ کہتا ہے کہ قدرت کوئی چیز نہیں۔ خدا ایک مشین کی طرح ہے جو ارادہ سے کچھ نہیں کرتا۔ بلکہ خود بخود یہ کام ہو رہے ہیں۔ بعضوں نے خدا کی بعض صفات کو معطل کر دیا مثلاً کہتے ہیں کہ خدا اگرچہ پہلے بولا کرتا تھا مگر اب نہیں بولتا۔

ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو خدا منوایا ہے اسکی کوئی صفت معطل نہیں وہ متصف ہے تمام صفات حسنہ سے اور اس میں کوئی نقص نہیں۔ اس سے مجبوراً کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے منشاء کے ماتحت سب کام کرتا ہے۔

غرض ہمارا انکا وفات حیات مسیحؑ کا اختلاف ہی نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی ذات میں بھی اختلاف ہے وہ جس قسم کا خدا پیش کرتے ہیں۔ ہم اس خدا کے ماننے والے نہیں۔ پس وہ خدا جس کو ہم نے مانا ہے اسی کو ہم نے منوانا ہے ٭

وہ قرآن کے متعلق کہتے ہیں۔ اور ان کے بڑے بڑے مفسر لکھتے ہیں۔ کہ قرآن میں کوئی ترتیب نہیں کوئی آیت کہیں کی ہے۔ اور کوئی مضمون کہیں کا۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن کا ایک حصّہ منسوخ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن نبی کریمؐ پر نازل نہیں ہوا علیؓ پر نازل ہوا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن کا کچھ حصّہ غائب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ نبی کریمؐ کا قول ہے اور انکے اپنے خیالات۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن عقل کے خلاف ہے ٭

پھر خدا کی پاک مخلوق ملائکہ کو انہوں نے زانی ٹھیرایا۔ اور شفاعت کے مسئلہ میں اسقدر وسعت دی کہ سمجھ لیا کہ ہر گنہگار کی خواہ وہ کیسے ہی گناہوں میں مبتلا ہو شفاعت ہوگی۔

انکے مولوی بہشت کا ایسا نقشہ کھینچتے ہیں کہ انکے تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی اس سے شرم آتی ہے۔ ندوہ کے جلسہ میں ہم گئے وہاں ایک مولوی نے نماز کی فضیلت پر تقریر کی اور بیان کیا کہ نماز کے بدلہ میں جنّت ملے گی اور اس میں حوریں ہوں گی اور انسان کو جماع میں ایسی لذت حاصل ہوگی کہ جسکی کوئی انتہا نہیں۔ انکے تعلیم یافتہ خود شرم سے پانی پانی ہوگئے اور بعض نے کہا خدا کا شکر ہے کہ یہ تقریر رات کو ہوئی۔ دن کو نہیں ہوئی ٭

ہمیں خدا کے فضل سے وہ اسلام وہ قرآن اور وہ خدا ملا جو ان تمام نقصوں سے پاک ہے ہمیں وہ ایمان حاصل ہوا۔ جسکی نبی کریمؐ کی معرفت ہمیں خبر دیگئی تھی کہ ایک فارسی النسل شخص لائیگا چنانچہ وہ شخص ایمان لایا اور ہم نے محض خدا کے فضل سے ایمان حاصل کیا۔

پس ہمارے سامنے نہایت اہم کام ہے۔ پیارو یاد رکھو کہ بڑے دشمن کے مقابلہ کے لیئے بڑی تیاری کی ضرورت ہے۔ نبیوں کی پیشگوئیوں کے رُو سے یہ شیطان کا آخری حملہ ہے۔ وہ پُرانا جرنیل اپنی تمام

ذریات کے ساتھ صف آرا ہے۔ اور اپنے تمام جنود کے ساتھ آیا ہے۔ اور ہمیں اس کا مقابلہ کرنا۔ ان تمام بدیوں کو دور کرنا ہے جو دنیا پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلیئے شیطان سے قدم قدم پر جنگ ہوگی۔ اور ہر ایک ملک میں ہر ایک شہر میں اور ہر ایک جگہ اس سے جنگ ہوگی۔ تب کہیں ہم اس پر فتح یاب ہو سکیں گے۔

پس تم آج سے ایک نئے انسان بن جاؤ کیونکہ جس طرح یورپ کی جنگ بے مثال ہے اسی طرح تمہاری یہ جنگ بھی بے مثال ہے۔ ہمارا یہ کام ہے کہ ہم ان بچھڑے ہوؤں کو خدا کے حضور لائیں۔ جنہوں نے اپنے خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ گذر گیا جو ایک بے مثل زمانہ تھا۔ اور ہم اسکی تلافی نہیں کر سکتے۔ حضرت مولوی صاحب کا میں ذکر نہیں کرتا کہ وہ میرے استاد اور مقام ادب تھے لیکن **میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تمہیں مجھ جیسا انسان بھی نہیں ملیگا۔** جو تم سے اسقدر محبت رکھتا ہوگا میری تو صحت بھی خراب رہتی ہے اور خدا جانے ہم سے کون آیندہ سال ہوگا میری صحت کے متعلق بعض دوستوں نے متوحش خوابیں بھی دیکھی ہیں۔ تمہیں اس مقابلہ میں اپنی جان لڑانی ہوگی۔ اپنا مال قربان کرنا ہوگا۔ تمہیں اس راہ میں خاک ہونا پڑیگا۔ اور اس سے زیادہ اچھا موقع اور کوئی نصیب نہیں ہوگا۔ میں تمہیں یہ بھی سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم اس کام کو کروگے تو انعام بھی بہت ہی بڑا پاؤگے ⁂

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنی لڑائیاں جھگڑے چھوڑ دو۔ اور ایک ہو کے رہو۔ اپنے اختلاف کا فیصلہ کر لو۔ جن میں لڑائیاں ہوں وہ اپنی دشمنی کے خیالات کو دل سے نکالدیں۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ دین کی خدمت کے لیئے چست ہو جاؤ اور سگے بھائیوں کی طرح ہو کے رہو۔ تم خدا کے دین کی خدمت میں لگ جاؤ۔ اور ہرگز پیچھے نہ ہٹو۔ یہاں تک کہ تم اس کام میں مرجاؤ یا کامیاب ہو جاؤ۔ جب تم یہ تہیہ کروگے تو یقیناً سمجھو کہ کامیاب ہو جاؤگے۔ پس یاد رکھو کہ اس سے بڑھکر انعام کیا ہے کہ خدا تم کو ملجائے ⁂

پس تم چست ہو جاؤ۔ مغموم مت ہو۔ اور امید بھرے دل کے ساتھ آگے بڑھو۔ کیونکہ ناامید ہونا کفر ہے۔ حضرت عمرؓ ایک شخص کو ملے وہ سر جھکائے جاتا تھا۔ آپ نے اسکے ٹھوڑی کے نیچے مکہ مارا اور کہا کہ تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے۔ کیا اسلام دنیا سے مٹ گیا ہے۔ کہ تو مغموم ہے پس تم مغموم مت ہو آگے بڑھو۔ اور اس کام میں سرگرم رہو۔ انشاءاللہ کامیاب ہو جاؤگے ⁂

اسکے بعد حضرت نے بلند آواز سے دعا فرمائی جو بجائے خود ایک معجزہ تھی احباب تقریروں کے چھپنے کا انتظار کریں۔ وہاں مفصل درج کیجائے گی ⁂

پھر فرمایا کہ میں اب بیٹھکر دعا کرتا ہوں آپ لوگ آمین کہیں۔ حضور کے بیٹھنے کے بعد ایک صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضور کی صحت و درازی عمر کے لیئے بھی دعا کی کیجائے چنانچہ سب نے ملکر دعا کی اور اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا ⁂

۲۸ - دسمبر ۱۹۱۶ء کی کارروائی

اس تاریخ کو قبل از دوپہر کے اجلاس کے لئے بتحریک شیخ یعقوب علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس منگیر پریزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب صداقت و سیرت مسیح موعود علیہ السلام پر۔ کچھ باتیں بیان فرمائیں۔ آپنے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ہر زمانہ میں شہادت موجود ہے اسوقت سب سے بڑی دلیل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا وجود باجود ہے۔ پچھلے دنوں پروفیسر مارگولی اتھ لنڈن کے مشہور مصنف قادیان کی سیر کے لیئے آئے اور حضرت صاحب سے کچھ باتیں ہوئیں سب سے زیادہ جس بات نے میرے دل پر اثر کیا وہ یہ تھی کہ جب معجزات قرآنی کا ذکر آیا تو حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے فرمایا کہ ہاں اب بھی معجزات دکھائے جا سکتے ہیں۔

غیر مبائعین کہتے ہیں کہ خلیفہ ہو نہیں سکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ خلیفہ ہونا چاہیئے اور اسکی ضرورت ہے کیونکہ اگر ایک انسان بھی حضرتؑ نے ایسا تیار نہیں کیا جسکو ہم اپنا پیشرو بنائیں تو گویا نعوذ باللہ حضرتؑ ناکام گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ میرا آنا مباحثات کے لیئے نہیں یہ تو مجھکو مجبوراً کرنے پڑتے ہیں ورنہ میرا اصل کام اور میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ میں ایسی پاک جماعت بناؤں جسکا زندہ تعلق خدا تعالیٰ سے ہو۔ پس اگر آپؑ کی بنائی ہوئی مقدس جماعت میں ایک بھی ایسا وجود نہیں جو سب کا واحد مطاع ہو اور جس کا خدا تعالیٰ سے خاص تعلق ہو تو آپ کامیاب نہیں کہے جا سکتے۔ خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں کئی پاک وجود ہیں۔ مگر خدا نے جسکو خلیفہ بنایا اس کی محبت دلوں میں ڈال دی یہ لوگ جو شور مچاتے ہیں کہ ایک خلیفہ واجب الاطاعت کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے منشاء کے خلاف ہے اگر ہم بفرض محال اس بات کو تسلیم بھی کریں تو بھی ماننا پڑے گا کہ خدا کی مشیت یہی تھی کہ خلافت ہو۔ چنانچہ اسلیئے خلیفہ بنا دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو ایک شیعہ نے کہا۔ کہ دراصل علیؓ کو خلیفہ بنانے کی رسول کریمؐ کی مرضی تھی۔ لیکن ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے آپنے اسکو کہا۔ کہ میں مان لیتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشاء تھا۔ کہ آپکے بعد علیؓ خلیفہ ہوں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا یہ منشاء نہ تھا۔ اسلیئے اس نے ابوبکرؓ کو بنا دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرۃ کے متعلق بہت سی باتیں ہیں مگر چند ایک عرض کرتا ہوں۔ حضرتؑ کے اخلاق نہایت وسیع تھے جسوقت سیر کو جاتے۔ آپکے ہاتھ میں عصا ہوتا۔ چونکہ ہر ایک شخص یہی چاہتا کہ میں آپکے زیادہ قریب ہوں اس لیئے بعض اوقات کسی کا پاؤں آپکے عصا پر جا پڑتا اور عصا آپکے ہاتھ سے گر جاتا آپ آگے چلے جاتے اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھتے تاکہ اس شخص کو شرمندہ نہ ہونا پڑے جس کے پاؤں سے عصا گرا ہے۔ سادگی طبیعت میں اسقدر تھی کہ اگر کوئی رستہ میں عرض کرتا کہ حضور مجھکو کچھ علیحدگی میں بات کرنی ہے تو آپ دوستوں کو فرماتے کہ آپ یہاں ٹھہریں اور انکو ساتھ لیکر پاس کے کھیت میں بیٹھ جاتے۔ گھر میں جہاں آپکی نشست ہوتی وہاں کوئی خاص قسم کا فرش نہ ہوتا تھا نہ کوئی مسند بچھائی جاتی تھی بلکہ آپ بھی اسی طرح جس طرح اور دوست بیٹھے ہوتے بیٹھ جاتے۔ آپکا لباس یہ ہوتا تھا عمامہ اور اس کے اندر ٹوپی۔ کوٹ پاجامہ۔ جراب جوتا عموماً دیسی پہنتے۔ آپؑ ہر ایک کام کے لیئے اسباب مہیا کرتے۔ مگر ان پر قطعاً بھروسہ نہ کرتے تھے۔ حضرتؑ کی تصانیف اس طرح ہوتی تھیں۔ کہ کسی اہم امر کے متعلق ذکر آیا آپنے فرمایا کہ ہم اشتہار

لکھیں گے ۔اشتہار لکھنے لگے ۔تو رسالہ ہو گیا ۔اور رسالہ سے کتاب بن گئی ۔پھر یہ کام شروع ہی ہوتا ۔کہ کوئی اور زیادہ اہم کام آجاتا ۔آپ پہلے کام کو چھوڑ کر اس کو کرنا شروع کر دیتے ۔

ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب بیمار ہوئے ۔آپنے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کئی ایک دوائیں پلائیں ۔ایک دوست نے عرض کی کہ حضور طب کی رو سے یہ ٹھیک نہیں ۔فرمایا ۔میاں فائدہ تو خدا تعالیٰ نے دینا ہے ۔اگر ایک ہی دوا دیں ۔اور مرض دور ہو جائے ۔تو لوگ سمجھیں کہ اس دوائی کا اثر ہوا ہے ۔اور خدا کے فضل کو بھول جائیں ۔

آپ میں کبھی انداز حکومت نہیں پایا گیا ۔ہاں ان باتوں میں جو الہام الٰہی کے ماتحت ہوتیں کسی کی پروا نہ کرتے ۔

ایک مولوی صاحب آئے ۔انہوں نے کہا کہ حضرت آپکی تحریرات کو دیکھ کر تو لوگ آپ کو مجدد تسلیم کر رہے ہیں ۔اگر آپ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہ کرتے تو تمام لوگ آپکے مرید ہو جاتے ۔فرمایا ۔مولوی صاحب ! اگر یہ کام منصوبہ سے ہوتا ۔تو میں ضرور آپکے مشورہ پر عمل کرتا ۔لیکن اس میں میرا کوئی دخل نہیں ۔

شروع میں حضرت دس شرائط پر بیعت لیتے ۔لیکن بعد میں آپنے ان کا خلاصہ کر لیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا ۔

باہر سے اخباروں میں خبر آتی کہ فلاں جگہ کوئی مسلمان ہو گیا ہے آپ اس سے خوش نہ ہوتے ۔فرماتے کہ ایسا ہی مسلمان ہوا ہے جیسے پہلے مسلمان ہیں ۔

آپ دوستوں کو بہت دنوں تک اپنے پاس رہنے پر زور دیتے ۔

مجھ کو ایک صوفی صاحب ملے ۔اور کہنے لگے کہ تم نے مرزا صاحب کو مان کر کیا لیا ۔میں نے کہا کہ آپ ہی بتائیں کہ اہل اللہ سے کیا ملنا چاہیئے ۔انھوں نے کہا (۱) دنیا سے محبت سرد ہو جائے (۲) سچی خوابیں آئیں ۔لیکن اس کے لئے مشقت بہت کرنی پڑتی ہے ۔میں نے جواب دیا ۔کہ مجھ کو یہ دونوں بلا مشقت مرزا صاحب کی وجہ سے میسر ہیں ۔

آپ لوگوں میں مختصر نماز پڑھتے ۔مگر گھر میں بہت لمبی پڑھتے اور اھدنا الصراط المستقیم کو بار بار دہراتے ۔اور سجدہ میں یہ دعا بہت فرماتے ۔برحمتک استغیث یاحی یاقیوم ۔

ترقی اسلام کی رپورٹ

مفتی صاحب نے مختصر طور پر اپنی تقریر کو ختم کیا ۔آپ کے بعد چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے نے انجمن ترقی اسلام کی رپورٹ پڑھی ۔اور اسکی اہمیت اور ان کاموں کی جو اس کے ماتحت انجام پا رہے ہیں تفصیل کی ۔اس کی آمد و خرچ کا حساب بتلایا ۔اور ظاہر کیا کہ اس انجمن کے ماتحت تبلیغ و اشاعت دین حقہ دیگر ممالک میں ہو رہی ہے ۔

ابتدائی مدارس قائم کئے گئے ہیں ۔

تبلیغ کے ذریعہ خط و کتابت جاری ہے ۔

ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو اس کے صرف سے شائع ہو رہے ہیں ۔

بعض طلبا کو وظیفہ دیکر تبلیغ کے لئے تیار کیا جا رہا ہے ۔

یہ انجمن کتب شائع کرتی ہے ۔اور جس جگہ ضرورت ہو ۔قیمتاً خرید کر اور مفت کتب بھیجتی ہے ۔

اس کے ماتحت ملک میں بعض فوری ضرورتوں کے لئے وفد بھیجے جاتے ہیں ۔چونکہ ترقی اسلام اپنی رپورٹ شائع کر چکی ہے اس لئے اسی

صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ

ترقی اسلام کی رپورٹ کے بعد جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے صدر انجمن کی یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء تک کی رپورٹ پڑھی ۔اور اس سال کی آمد ۴-۴-۱۶ ۶۵۵ اور خرچ ۵-۲-۶۱۶۵۰ بتا کر چار ہزار سے کچھ زیادہ بچت دکھلائی ۔لیکن اس سال گذشتہ سال کی نسبت ۲۸۰۰۰ روپیہ کم آمد ہوئی ۔اس کمی آمد کی وجہ کوئی نہیں بتائی گئی ۔اور نہ ہی اب خاص طور پر دریافت کرنے سے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ سے اس کی نسبت کچھ معلوم ہو سکا ہے ۔امید ہے کہ انجمن کی سالانہ رپورٹ کے شائع کرتے کے وقت اس پہلو پر اچھی طرح روشنی ڈال دیجائیگی تاکہ آئندہ کے لئے یہ مفید ثابت ہو ۔اور کمی آمد کی بجائے قوم ہر سال زیادتی کی طرف قدم مارے ۔

جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ان انجمنوں کے سالانہ چندہ کی تفصیل بھی بتائی ۔جو صدر انجمن کی بیرونجات میں شاخیں ہیں ۔ایک ہزار سے زائد سالانہ چندہ جن انجمنوں نے سال زیر رپورٹ میں دیا ۔انکی تعداد پانچ تھی ۔ان میں سے اول نمبر پر سیالکوٹ دوسرے نمبر پر قادیان اور فیروزپور ۔لاہور شملہ کا علی الترتیب نمبر تھا ۔ایک ہزار سے کم اور پانچ سو سے زائد چندہ دینے والی انجمنوں کی تعداد صرف چار تھی ۔یعنی گوجرانوالہ ۔حیدرآباد ۔مردان چک نمبر ۹۸ سرگودھا ۔ان کے علاوہ باقی سب انجمنوں کا چندہ بھی سنایا گیا ۔جسکے درج کرنے سے ہم اس لئے قاصر ہیں کہ اس چندہ میں کمی و بیشی کا احتمال ہے ۔کیونکہ جناب سکرٹری صاحب نے فرما دیا تھا ۔کہ اگر کسی انجمن کو اس اعلان کردہ چندہ میں کمی و بیشی معلوم ہو تو دفتر سکرٹری میں نوٹ کروا دے تاکہ رپورٹ شائع کرنے کے وقت صحیح رقم درج کی جائے ۔

اسکے بعد انجمن کے ہر ایک صیغہ کے آمد و خرچ کو دکھا کر قوم کو ان کی طرف خاص توجہ کرنے کی استدعا کی گئی ۔

چونکہ رپورٹ کا بہت بڑا حصہ بلکہ تمام تر کمال تعلق شمار و اعداد سے ہے ۔اور جب تک صحیح طور پر وہ نہ معلوم ہوں ۔اس وقت تک کچھ لکھنا فضول ہے ۔اس لئے ہم کوشش کرینگے ۔کہ ہمیں رپورٹ کا خاکہ میسر آجائے اسکے بعد ہم قوم کو اچھی طرح بتلا دینگے ۔کہ اس کی بے توجہی اور سستی کی وجہ سے انجمن کا ہر ایک صیغہ کس طرح مشکلات میں پھنسا ہوا ہے

اس رپورٹ کے سنائے جانے کے بعد چندہ ہوا ۔جس کی کل تعداد ابھی تک نہیں بتائی جا سکی ۔چندہ کے بعد نماز کے لئے جلسہ برخاست ہوا

دوسرا اجلاس

بعد از نماز حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر "ذکر الٰہی" کے متعلق شروع فرمائی ۔یہ تقریر اپنے اندر جسقدر معارف جامعیت اور ندرت رکھتی ہے ۔اس کا احاطہ حد امکان سے باہر ہے ۔

انشاء اللہ جسقدر جلد ہو سکیگا ۔حسب معمول سابق حضرت کی یہ تقریر بھی شائع کی جائیگی ۔اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ حضور نے فرمایا اسکی مختلف تقسیمیں تھیں (۱) ذکر الٰہی سے کیا مراد ہے (۲) اسکی ضرورت کیا ہے (۳) اسکی قسمیں کتنی ہیں (۴) ذکر الٰہی میں کیا کیا احتیاطیں ضروری ہیں (۵) اسکے سمجھنے میں لوگوں نے کیا غلطیاں کی ہیں (۶) شیطان کے دور کرنے کا کیا طریق ہے (۷) ذکر کے قائم کرنے کا کیا طریق ہے (۸) ذکر کے فوائد کیا ہیں (۹) اس کے ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ نماز میں توجہ کے کیا طریق ہیں ۔

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ کئی وجوہ سے ہماری جماعت میں ذکر کی کمی ہے ۔لیکن دعائیں خوب کرتے ہیں ۔

562

پھر فرمایا کہ چار ذکر ہیں (۱) نماز (۲) قرآن کریم کی تلاوت (۳) اللہ کی صفات کا تکرار سے بیان و اقرار کرنا اور اس کی تفصیل زبان سے بیان کرنا (۴) جس طرح الگ طور پر صفات باری تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں میں بھی ان کا ذکر کرنا۔ پھر آپ نے ان چاروں ذکروں کا قرآن کریم سے ثبوت دیا۔ اور طریق ذکر تین بتلائے ہیں۔

اوقات ذکر حضور نے قرآن کریم کی رُو سے تین بتلائے ہیں۔

پھر نماز کے بڑے ذکر ہونے کا قرآن کریم سے ثبوت دیا۔

پھر حضور نے نوافل کے متعلق فرمایا۔ اور ان کی اقسام کا ذکر کیا

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ تہجد کے لئے اُٹھا نہیں جاتا۔ حضور نے تیرہ ۱۳ طریق بیان فرمائے۔ جنہیں سے ہر ایک پر عمل کرنے سے انسان تہجد کے لئے بیدار ہو سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی حکمت بھی بیان فرمائی۔

عام طور پر ایک بہت بڑا سوال پیش کیا جاتا ہے۔ کہ نماز میں توجہ کیسے قائم ہو۔ اس کے لئے حضور نے بائیس ۲۲ طریق بتلائے جنہیں سے ہر ایک حکمت کا دریا تھا۔

پھر ذکر کے بارہ ۱۲ فوائد بیان فرمائے۔

حضور کی یہ تقریر کم و بیش ساڑھے پانچ گھنٹے تک رہی اور ۹ بجے رات کو ختم ہوئی۔

اثنائے تقریر میں حضور احباب سے پوچھ لیتے تھے کہ آپ لوگ تھکے تو نہیں۔ ہر طرف سے آواز آتی کہ حضور ہم نہیں تھکے۔ حضور ہمیں چاہے ساری رات بٹھائے رکھیں۔ اور اپنی تقریر ختم نہ کریں۔ یہ ایک قدرتی کشش تھی۔ اور خدا کی تائید جس کی طرف خدا چاہتا ہے۔ دُنیا کو جھکاتا ہے۔

دُعا کے بعد ۲۸ر کا جلسہ ختم ہوا۔ حضرت نے مغرب و عشاء کی نماز پڑھائی۔

۲۹ر دسمبر ۱۹۱۶ء کی کارروائی

۲۶ر۔ ۲۷ر۔ ۲۸ر دسمبر کے اجلاس مسجد نور کے وسیع صحن میں ہوئے۔ جو باوجود چاروں طرف دس دس فیٹ زمین اور ملا کر گیلریاں بنانے کے تنگ ثابت ہوا۔ اور اس تنگی کو محسوس کر کے حضرت اولوالعزم نے فرمایا۔ مسجد پر سیڑھی لگ دی جائے۔ کہ لوگ چھت پر بیٹھ کر لیکچر سنیں۔ لیکن اس انتظام کے باوجود بھی انبوہ خلائق کے لئے جگہ ناکافی ثابت ہوئی۔

۲۸ر دسمبر کے بعد احباب حضرت سے رخصت ہو کر واپس جانے شروع ہو گئے۔ ۲۹ر تاریخ اگرچہ پروگرام جلسہ میں داخل نہ تھی تاہم اُس دن بھی جلسہ کی کارروائی جاری رہی۔ اور اس خیال سے کہ اکثر احباب چلے گئے ہیں۔ مسجد اقصیٰ ہی جلسہ گاہ قرار پائی۔ اگرچہ یہ مسجد پہلے کی نسبت ہر طرح سے وسیع کی گئی ہے کنوئیں کو پاٹ دیا گیا۔ اور تمام صحن میں فرش کر دیا گیا ہے تاہم باوجود احباب کے کثیر حصہ کے واپس چلے جانے اور اس وسعت کے مسجد اقصیٰ میں حاضرین جلسہ سما نہیں سکتے تھے۔

قبل از دوپہر کے اجلاس میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کی تحریک اور احباب کی تائید سے خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان صاحب رام پوری صدر جلسہ ہوئے اور کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔

حافظ ملک محمد صاحب پٹیالوی کے تلاوت قرآن کریم کے بعد منشی سراج الدین صاحب احمدی بریلوی سوداگر چرم کے دو صاحبزادوں نے جن کی عُمر دس اور بارہ سال کے قریب قریب تھی۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ حفظ پڑھ کر سنایا۔ منشی صاحب کا ارادہ ہے کہ جوں جوں ترجمہ شائع ہوتا جائے ان بچوں کو حفظ کراتے رہیں۔ خدا اس ارادہ میں آپ کو کامیابی اور بچوں کی عمر میں درازی دیوے۔

اسکے بعد ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے کچھ سوالات جو مولوی محمد حسن صاحب پر کئے گئے ہیں۔ حاضرین کو پڑھ کر سنائے۔

پھر ایک طالب علم ذوالفقار حسین نے "اپنا مضمون اختلافات بائبل" پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ لیکن ابھی وہ ختم نہیں کر چکا تھا کہ گیارہ بجے جناب چودھری فتح محمد صاحب تشریف لے آئے۔ اسوقت جلسہ کی اصل کارروائی شروع ہوئی اس سے قبل جو کچھ ہو رہا تھا۔ وہ چودھری صاحب موصوف کی انتظار کی گھڑیوں کے کاٹنے کے لئے تھا۔

منشی سراج الدین صاحب بریلوی نے ایک غزل جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کی نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر افتتاح کیا۔ غزل نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ جسے ہم نے اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج کر دیا ہے۔

چودھری فتح محمد صاحب کا لیکچر

جناب چودھری صاحب موصوف نے اپنا مضمون "تبلیغ ولایت" سورہ کہف کی چند ابتدائی آیات تلاوت کرتے ہوئے اسطرح شروع فرمایا کہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کریں۔ لیکن یورپ کو اسلام سکھانا ہمارا خاص فرض ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی ان آیات سے جو میں نے اس وقت تلاوت کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں سے تھا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں۔ جنہوں نے ایک انسان کو خدا کا بیٹا بنا دیا ہے۔ اب یہ کام ہمارا ہے۔ جنہوں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا۔ ہے کہ ہم ان لوگوں کو تبلیغ کریں۔ اور انہیں خدا کے عذاب سے ڈرائیں۔

یورپ کے لوگ اسلام کے خلاف بڑے زور و شور سے لکھ رہے ہیں اور اسلام پر بڑے بڑے سخت اعتراض کرتے ہیں جو بالکل لغو اور بے ثبوت ہیں۔ مثلاً یہ کہ اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے وہ ظالم۔ جنگ جُو اور قسی القلب ہے۔ اس بنا پر ان کا اعتراض ہوتا ہے کہ ایسے خدا سے جن انسانوں کا تعلق ہوگا۔ ان کے اخلاق اور عادات بھی ایسے ہی ہوں گے۔ یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی کثرت سے اشاعت کی جاتی ہے۔ اور لوگوں کے سامنے اسلام کی بھیانک تصویر پیش کر کے اس طرح روپیہ لیا جاتا ہے۔ کہ اسلام ایک دشمن انسانیت مذہب ہے۔ اسکے خلاف کوشش کرنا اور اس سے لوگوں کو آزاد کرنا ان کے ساتھ بڑی ہمدردی کرنا ہے۔ یہ کہکر وہ لوگ بے دریغ روپیہ خرچ دیتے ہیں۔

پھر ایک طرف تو یورپ کے مصنفین اسلام کے خلاف زہر پھیلا رہے ہیں لیکن دوسری طرف آج کل کے مسلمان ان کے اعتراضات کو اس طرح تقویت دیتے ہیں کہ جب ان سے پوچھا جائے کہ کیا اسلام تلوار سے پھیلا ہے تو جواب دینگے بیشک تلوار سے پھیلا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن میں بعض باتیں عقل کے خلاف ہیں۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انہیں باتوں کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ اور آپ نے اسلام کو ان تمام آلائشوں سے پاک و صاف کر کے ہمیں دیا ہے۔ پس ہم ناشکر گذار ہوں گے۔ اگر یورپ کے لوگوں کو اس نعمت سے محروم رکھیں جو خدا نے محض اپنے فضل سے ہم کو دی ہے۔

ہمارے لئے اہل یورپ کو کئی وجوہ سے تبلیغ کرنا ضروری ہے۔ اول تو اپنی حفاظت کے لئے ہی۔ کیونکہ کئی دفعہ مدافعت کے گذر کر حملہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ پس اگر ہم ان ملکوں میں جاکر تبلیغ کرینگے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ لوگ اسلام سے واقف ہو جائینگے۔ اور جب ان کو اسلام کی زندہ اور اصلی اور خوبصورت شکل دکھائی جائے گی۔ تو وہ یورپ کے ان غلط فہمی پھیلانے والے لوگوں سے بھی بدظن ہو جائینگے۔ جن کا کام ہی اسلام کو بدنام کرنا اور ڈراؤنی شکل میں دکھانا ہے ؛

یورپ کے لوگ صداقت پسند ہیں۔ جب ان کو اصلی صورت میں اسلام بتلایا جائے گا۔ تو وہ ضرور قبول کرینگے۔ اور وہ مدد جو ان شنوں کو دیتے ہیں۔ جو اسلام کے خلاف زہر اُگلتے رہتے ہیں۔ وہ بند ہو جائینگے۔ اور جب امداد بند ہو گئی تو مشن بھی بند ہو جائینگے ؛

اس کے علاوہ ان کے مشنری جو ہمارے ملک میں آکر اسلام کے خلاف کوششیں کرتے ہیں۔ ان کا آنا بند ہو جائے گا۔ کیونکہ ان کو یورپ کی فکر پڑ جائے گی۔ چنانچہ میرے جانے کے بعد ویسی عیسائیوں کا ایک مشن وہاں قائم ہوا ہے ؛

اسکے بعد چودہری صاحب نے ولایت میں تبلیغ کرنے کے طریق بتلائے جو یہ ہیں ؛

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں عظیم الشان حربہ صداقت اور حقانیت کا دیا ہے۔ اس سے کام لینا چاہیئے۔ میں نے ولایت میں کام کیا ہے۔ میں یقین اور کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو اسلام حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ہمیں ملا ہے اُسے اگر ہم یورپ کے سامنے پوری ہمت اور کوشش سے پیش کرینگے تو اکثر حق پسند لوگ اسے مان لینگے ؛

(۲) وہاں پر تبلیغ کرنے سے پیشتر واقفیت پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ناواقف کی بات قبول کرنے سے وہ لوگ ہچکچاتے ہیں ؛

(۳) وہاں کئی ایک مبلغ ہونے چاہئیں۔ ایک آدمی کی طاقت اور ہمت سے بہت بڑھ کر ہے۔ جب کئی ایک مبلغ ہوں گے تو مختلف سوسائٹیاں انہیں اپنے ہاں لیکچر دینے کے لئے بلائینگی۔ اور وہ آسانی سے جا سکیں گے ؛

(۴) ایک ایسا کتب خانہ ہو۔ جہاں سے لوگ مستعار کتابیں لیکر پڑھ سکیں ؛

(۵) ایک رسالہ ماہوار ۱۶ یا ۲۴ صفحہ پر شائع ہو اور کثرت سے شائع ہو۔ ایک سال ہمیں مفت دینا پڑے گا۔ لیکن بعد میں لوگ خود خریدار ہو جائینگے ؛

چودہری صاحب کی تقریر ختم ہونے پر جناب ذوالفقار علی خانصاحب کھڑے ہوئے۔ اور موثر و شاندار الفاظ میں تبلیغ ولایت پر توجہ دلائی۔ چنانچہ اس غرض کے لئے کچھ چندہ بھی ہو گیا ؛

مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر

آپکے بعد مفتی صاحب کھڑے ہوئے۔ اور مسیح موعود کے متعلق چند باتیں بیان فرمائیں۔ آپنے کہا کہ چودہری صاحب نے جو کچھ بیان فرمایا۔ وہ آپ لوگوں نے سن لیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یورپ کے مسلمان ہونے کے بہت خواہشمند تھے۔ شاید یہی وقت اس کے مسلمان ہونے کا ہو۔ آپنے ایک قصہ سنایا کہ مولوی محمد احسن صاحب نے امرتسر میں کسی سے مباحثہ کیا۔ اور حضرت کو ایک آدمی کے ذریعہ اسکی اطلاع دی۔ وہ شخص بار بار حضرت مسیح موعود سے بات کرنا چاہے۔ اُسے کہا گیا کہ ہمیں بتا دو۔ لیکن اس نے کہا کہ نہیں۔ حضرت صاحب کو ہی بتاؤں گا۔ آخر حضرت صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحب کو کہہ دو جو کہنا ہے ہم کام کر رہے ہیں۔ اُس نے جو کچھ بتایا۔ وہ میں نے حضرت صاحب سے عرض کر دیا۔ حضرت نے سنکر فرمایا کہ اس شخص کے اصرار سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یورپ کے مسلمان ہونے کی خبر لایا ہے ؛

حضرت مسیح موعود اپنے تمام الہامات وغیرہ پہلے گھر کے لوگوں کو سناتے اور بعد میں دوسروں کو۔

کوئی تصنیف فرماتے تو پہلے ایک دفعہ تمام قرآن کریم کو ختم کر لیتے ؛

حضرت گرمی میں دوپہر کے وقت بھی کام کرتے۔ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ حضور اپنی نشست گاہ میں پنکھا لگوا لیں۔ آپ کو آرام ہو گا۔

فرمایا۔ مولوی صاحب ٹھنڈی ہوا سے نیند آئیگی۔ اور میں سو جاؤں گا تو خدمت اسلام کون کریگا ؛

چونکہ نماز کا وقت قریب آگیا تھا اس لئے جلسہ برخاست ہوا اور احباب نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد نور میں جانے شروع ہو گئے ؛

جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سورۃ العصر پر مختصر خطبہ پڑھا جو آئندہ کسی اشاعت میں انشاء اللہ ہدیہ ناظرین کیا جائیگا ؛

بعد از نماز جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی تقریر پنجابی میں شروع ہوئی۔ آپنے فرمایا کہ۔

مجھ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت کہا گیا تھا کہ تم حضرت مسیح موعود کی صداقت اور اختلاف مابین مبائعین و غیر مبائعین پر پنجابی زبان میں تقریر کرو۔ لیکن میں تو خود یہاں فیض حاصل کرنے کے لئے آتا ہوں۔ میری یہ شان نہیں کہ یہاں کچھ وعظ و نصیحت کروں اگر میں کسی قادیان کے بچہ کو بھی دیکھتا ہوں تو اس کی بات بھی توجہ سے سنتا ہوں کہ شاید اس سے ہی مجھ کو کوئی نکتہ معرفت مل جائے ؛

مولانا موصوف کا یہ انکسار ان کی وہ خاص خصوصیت ہے جس نے ہر ایک کو آپ کا شیدا بنا دیا ہوا ہے ؛

آپنے فرمایا کہ سعدی نے کہا کہ ہمسایہ کی موت ایک نا صح ہوتی ہے مولوی محمد احسن کا پھرنا ڈرا رہا ہے۔ کہ جب تک انجام بخیر نہ ہو انسان کو غافل نہیں ہونا چاہیئے ؛

آپنے صداقت مسیح موعود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سب نبی اپنے شفیع ہونے سے انکار کرینگے۔ بالآخر لوگ میرے پاس آئینگے۔ اور میں انکی شفاعت کرونگا فرمایا۔ قیامت تین قسم کی ہے۔ (۱) قیامت حشر اجساد (۲) برزخی قیامت (۳) ایک قیامت انبیاء کی بعثت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کرنا مسیح موعود کے آنے کے رنگ میں ہوا۔ جبکہ تمام انبیاء کی نبوتیں کوئی فائدہ نہ دے سکیں۔ نجات صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر منحصر ہو گئی ؛

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے اس سے حضرت مسیح موعود کے درجہ کا پتہ چلتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دجال کا فتنہ ایسا فتنہ ہے کہ کسی نبی کی اُمت کو وہ فتنہ پیش نہیں آیا۔ آدم سے لیکر مجھ تک جس قدر فتن ہوئے۔ انمیں دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ جب یہ اتنا بڑا فتنہ ہے۔ تو کیا مسیح موعود کوئی معمولی درجہ کا انسان ہو گا۔ جو اس فتنہ کو دور کرے گا۔ بڑے فتنہ کے دفعیہ کے لئے بڑے ہی انسان کی ضرورت ہوتی ہے ؛

فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے اعجاز المسیح اور خطبہ الہامیہ میں ایک نکتہ فرمایا ہے۔ اعجاز المسیح میں فرماتے ہیں کہ مسیح نے اپنے مثیل کی پیشگوئی کی اور موسیٰ نے اپنے مثیل کی۔ یہ ایک نکتہ ہے۔ اگر تو